اسلامیات لازمی 416-2nd بی۔اے، بی کام

سمسٹر: خزاں 2016

سوال نمبر 1: جہاد کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت کریں۔

جواب: جہاد: اسلام الہامی مذاہب کے سلسلے کی تکمیل کڑی ہے۔اور تمام عالم انسانی کے لیے ربانی پیغام اور ضابطہ حیات ہے چونکہ اسلام کا دیگر مذاہب پر غلبہ ،ولولہ جہاد اور بھرپور تیاری کے بغیر ممکن نہ تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے جہاد کے احکام اپنی کتاب پاک میں نازل فرمائے اور رسالت مآب ﷺ نے اپنے قول وعمل سے ان احکام کی تشریح فرمائی۔

جہاد کا لغوی مفہوم: جہاد کے لغوی معنی ہیں۔کمال درجہ کی کوشش کرنا۔

جہاد کی اصطلاحی مفہوم: قرآن وسنت کی صطلاح میں اس کے معنی ایسی بھرپور سعی وجدوجہد کے ہیں۔جو سچائی کی راہ میں یا اسلام کی سربلندی کے لیے کی جائے۔

جہاد کی اقسام: قرآنی دلائل کی قوت سے دوسرے مذاہب پر اسلام کی فضیلت وبرتری ثابت کرنا جہاد بالقرآن ہے۔

اگر یہ سعی بلیغ زبان سے کی جائے تو جہاد باللسان کہلائے گا۔اور اگر زور قلم کی جائے تو اسے جہاد بالعلم کہیں گے۔

اگر انسان اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی کوشش کرے تو یہ جہاد بالقلب ہے۔

اگر انسان کے دشمنوں سے نمٹنے کی بندہ مومن تدبیر کرے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرے تو جہاد بالمال ہے۔اور اگر اس راہ میں مال خرچ کرے تو جہاد بالمال ہے۔اور اگر اس راہ میں جان کی بازی لگادے تو یہ جہاد بالنفس ہے۔

جہاد قرآن کی روشنی میں: تگ ودو، جہدوسعی کے بغیر دنیا کا کوئی کام سرانجام نہیں پاتا اگر انسان کی کوشش شامل حال نہ ہو تو کھیتیاں خشک ہو جائیں۔ہرے بھرے کھیتوں کا نام ونشان نظر نہ آئے تجارتی زندگی میں جو چہل پہل نظر آتی ہے۔یہ تاجروں کے سرمایہ ومحنت کی کرشمہ سازی ہے۔علم وادب کے میدان میں بلند پایہ ادباء اور مصنفین اگر تحقیق وتدقیق کے گھوڑے نہ دوڑاتے تو آج علمی کتب کا نام ونشان بھی نظر نہ آتا۔دین حق کی نشرواشاعت اگرچہ خداوند کریم نے اپنے ذمہ لی ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا۔

ترجمہ:۔ " اللہ تعالیٰ اپنے نور کی تکمیل فرمائے گا۔اگرچہ مشرکوں پر ناگوار ہو " (الصف:۸)

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ:۔ " اور جو کوئی جہاد کرتا ہے بے شک وہ اپنے لیے جہاد کرتا ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ جہان والوں سے بے نیاز ہے " (العنکبوت:٦)

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ:۔ " جو مسلمان گھروں میں بیٹھ رہے اور لڑنے میں جی چراتے ہیں اور کوئی عذر نہیں رکھتے اور جو خدا کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کر رہے ہیں۔دونوں برابر نہیں ہو سکتے" (النساء)

آنحضورؐ اور مہاجرین اول کی مکی زندگی مظلومی اور ستم رسیدگی کی طویل داستان تھی۔خندہ پیشانی سے کفار مکہ کے مظالم برداشت کرتے رہے اور اف تک نہ کی۔مدینہ طیبہ کی ہجرت نے حالات کا دھارا یکسر بدل دیا۔عسکری اور سیاسی کمزوری، قوت اور شوکت میں بدل گئی۔حالات کی تبدیلی شرعی احکام میں تغیر کا موجب ہوئی۔اور

www.aiouinfo.com

بارگاہ ایزدی سے حکم ملا کہ اب مظلوموں کو انتقام لینے کی ضرورت ہے۔

" اذن بلذین یقاتلون بانھم ظلھو۔ وان اللہ علیٰ نصر ھم لقدیر " (الحج :۳۹)

ترجمہ:۔ " جن لوگوں سے لڑا جاتا تھا۔ اُن کو انتقام لینے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ مظلوم وہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ انکی امداد پر قادر ہے "

اللہ تبارک تعالیٰ نے امن عالم کے قیام کے لیئے جہاد کی ضرورت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

" لو لارفع اللہ الناس بعضھم ببعضٍ تفسدت الارض ولکن اللہ ذوفضل علی العالمین " (البقرہ:۲۵۱)

ترجمہ:۔ " اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے باز نہ رکھتا تو زمین میں فساد پیدا ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ سب جہان والوں پر رحم کرنے والا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

صوفیاء کی اصطلاح میں جہاد بالنفس کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اشاعت دین کا فریضہ ادا کیا جائے۔ ایسے لوگوں کو دینی اعتبار سے مجاہد (جہاد کرنے والا) کہا جاتا ہے۔

اگر نمازی یا مجاہد راہ خدا میں اپنی جان عزیز قربان کر دے تو اسے شہید کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ عشق و محبت کی راہ کے شہید زندہ جاوید ہیں۔

شہید کے بارے میں فرمایا:

"خدا کی راہ میں جان دینے والوں کو مردہ نہ کہو۔ درحقیقت وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم اس بات کو سمجھتے نہیں"

صرف یہی نہیں کہ زبان سے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ دل میں بھی یہ خیال نہ کرو کہ وہ مردہ ہیں وہ ابدی زندگی حاصل کر چکے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ:

ترجمہ:۔ " جو لوگ خدا کی راہ میں شہید ہوئے۔ ان کو اپنے دل میں بھی مردہ خیال نہ کرو۔ وہ دراصل زندہ ہیں۔ اپنے رب کے ہاں انہیں رزق ملتا ہے۔ "

مندرجہ ذیل ارشادات ربانی جہاد کی اہمیت کو مزید واضح کرتے ہیں

☆ اے پیغمبر مومنین کو جنگ پر اکسایئے۔

☆ مومن اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر شیطان کی راہ میں قتال کرتے ہیں۔

☆ اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔

☆ جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو گھر بیٹھنے والوں پر درجہ کے اعتبار سے ترجیح دی ہے۔

☆ تم اہل کفر سے اس وقت تک لڑو کہ فتنہ مٹ جائے۔ اور سارے کا سارا دین اللہ کے لیے ہو جائے۔

جہاد سنت کی روشنی میں:

۱۔ " رسولؐ نے فرمایا۔ دعائیں کبھی رد نہیں ہوتیں۔ ایک اذان کے وقت کی دعا دوسری میدان جہاد میں کی گئی دعا۔ جبکہ فوجیں باہم نبرد آزما ہوں"

(ابوداؤد)

۲۔ " جس شخص کے پاؤں راہ خدا میں غبار آلود ہوں اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی" (صحیح بخاری)

۳۔ "دو آنکھوں کو آگ نہ چھوئے گی۔ ایک جو خدا کے خوف سے آنسو بہائے دوسری جو خدا کی راہ میں پاسبانی کرتی ہوئی جاگتی رہے" (ترمذی)

www.aiouinfo.com

۴۔ ''بخدا! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں اس امر کو محبوب رکھتا ہوں کہ خدا کی راہ میں بار بار مارا جاؤں۔ اور ہر بار زندہ کیا جاؤں'' (ترمذی)

۵۔ جنت میں جانے کے بعد کوئی شخص دنیا میں لوٹنا پسند نہیں کریگا۔ مگر شہید کی آرزو ہوگی کہ وہ دنیا میں دس مرتبہ آئے۔ اور دس مرتبہ مارا جائے۔ کیونکہ وہ شہادت کا اجر و ثواب جانتا ہے۔'' (صحیح بخاری)

۶۔ ''جہاد فی سبیل اللہ جس میں ایک دن کی پاسبانی رات کی پاسبانی کرنا ایک ماہ کے روزوں اور شب بیداری سے بہتر ہے''۔

۷۔ ''اللہ اور اسکے رسولؐ پر ایمان لانا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا سب سے اچھا عمل ہے''۔

۸۔ ''جنت تلواروں کے سائے میں ہے''

۹۔ ''جب تمہیں جہاد کے لیئے بلایا جائے تو تم اپنے گھروں سے نکل پڑو''

۱۰۔ ''خدا کی راہ میں ایک دن ڈٹ جانا۔ دوسری جگہوں میں گزارے ہوئے ہزاروں دنوں سے افضل ہے''۔

۱۱۔ ''جہاد فی سبیل اللہ کی ایک صبح یا شام دنیا کی ان تمام نعمتوں سے افضل ہے جن پر سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے''۔

۱۲۔ '' وہ مومن جو اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتا ہے سب سے افضل ہے''۔

۱۳۔ ''سب سے پہلے جنت میں جانے والوں میں شہید ہوں گے''

۱۴۔ ''تم اہل کفر سے اس وقت تک لڑو کہ فتنہ مٹ جائے اور سارے کا سارا دین اللہ کے لیے ہو جائے''۔

۱۵۔ ''سب سے پہلے جنت میں جانے والوں میں شہید ہوں گے''۔

سوال نمبر 2۔ روزے کے احکام و مقاصد پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔

جواب: روزہ کے معنی: دین اسلام کی تیسری عبادت روزہ ہے۔ روزے کے لیے اصل عربی لفظ ''صوم'' ہے۔ اور اس سے مصدر صیام ہے۔ جس کے معنی ہوتے ہیں '' روزہ رکھنا'' قرآن و حدیث میں یہ دونوں لفظ صوم اور صیام استعمال ہوتے ہیں۔

روزہ بھی ایک فارسی لفظ ہے۔ اور بعض دوسری اصطلاحات کی طرح یہ لفظ بھی اسی طرح ''صوم'' کے ہم معنی اور مترادف ہے۔

اسلامی اصطلاح کے طور پر روزے کا مطلب ہے فجر سے لے مغرب تک کھانے پینے اور جنسی فعل سے مکمل اجتناب۔

روزہ کے احکام: مسافر، بیمار یا کوئی شرعی عذر رکھنے والے مرد یا عورت کو رمضان میں فوت ہو جانے والے روزوں کی قضاء بعد میں دینا یعنی قضاء روزے رکھنا اسی طرح واجب ہے۔ جس طرح خود رمضان کے روزے رکھنا ضروری ہے۔

رمضان کے روزے رکھ کر جانتے بوجھتے ہوئے توڑنے سے (60) دن کے روزے رکھنا واجب ہو جاتا ہے۔ بھول یا نسیان سے کچھ کھا لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے احترام کی دیدہ دلیری سے خلاف ورزی کرنا سخت گناہ ہے۔

کفارہ اور نذر کے روزے بھی قضاء روزوں کی طرح واجب ہوتے ہیں۔ ہر قمری مہینے کی 13، 14، 16 (ایام بیض) 9 ذی الحج (حج کا دن) اور ہر پیر (سوموار) اور جمرات کا روزہ رکھنا مستحب (یعنی اچھا اور بہتر ہے) دونوں عیدوں کے دن، ایام تشریق 13,12,11 ذی الحجہ کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

روزہ کے مقاصد: کھانے پینے سے بچنا روزے کی ظاہری صورت ہے۔ اگرچہ یہ بھی ضروری ہے مگر کتاب و سنت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ روزہ دار کو ہر طرح کی بری باتوں سے بچنا ضروری ہے۔ آنحضورؐ نے تو صاف فرمایا کہ

'' من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه و شرابه ''

www.aiouinfo.com

ترجمہ:۔ ''جس نے جھوٹی بات اور اس پر عمل کو ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دے''

'' کم من صاله لیس من صیامه الا الظما ''

ترجمہ: '' کتنے ہی ایسے روزے دار ہوتے ہیں۔ جنہیں ان کے روزوں سے سوائے پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

روزہ اور رمضان المبارک صرف سلبی پہلو نہیں رکھتے کہ جس میں صرف ''مت کرو'' یا (Don'ts) پر زور ہو۔ ان کا ایک ہی ایجابی پہلو (Positive) بھی ہے۔ یہاں بہت سی نیکیوں کے لیے ضرور کرو (Do's) بھی موجود ہے۔ نماز، نوافل، تلاوت قرآن، خیرات وصدقات، الغرض اس مہینے میں ہر طرح کی نیکی بکثرت کرنے اور ہر طرح کی برائی سے باز رہنے کے احکام دیئے گئے ہیں۔

روزے کے عام فوائد مثلاً صحت پر اچھے اثرات، جفاکشی اور سخت کوشی کی تربیت، غریبوں کی بھوک کا احساس وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں اپنی جگہ درست اور بجا مگر دوسری عبادات کی طرح روزہ بھی اپنے رب سے براہ راست رابطے کی ایک صورت ہے۔ روزے کی حالت میں آدمی کو ہر وقت یہ احساس ہوتا ہے۔ اللہ اس کے قریب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ علیحدگی میں بھی جہاں اسے کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا۔ ہرگز کھانے پینے کا تصور نہیں کرسکتا۔ یہی ہے اپنا احتساب خود کرنا۔ جس کی بناء پر نبی کریمؐ نے فرمایا کہ '' من صامه رمضان ایماناو احتسابا غضرله ما لقد مه من ذنبه و ما تا خر ''

ترجمہ: ''جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔''

سوال نمبر 3- احسان کا مفہوم بتاتے ہوئے فضائل احسان اور مراتب احسان تحریر کریں۔

جواب: احسان:

احسان کے لغوی معنی ہیں کسی کام کو اچھے طریقے سے انجام دینا، خوبصورت بنا دینا۔ اس کا مادہ حسن ہے قرآن کریم مین اس مفہوم کی ادائیگی کے لیے ''حسنہ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اُردو میں ''حسن سلوک'' اور ''مروت'' بھی یہی معنی دیتے ہیں۔ احسان کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ کسی کام میں دل لگا کر عمدگی اور اچھے طریقہ سے انجام دینا۔

مراتب احسان: احسان کے بہت سے درجے اور مراتب ہیں۔

☆ احسان کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی صاحب ایمان ہو۔

☆ احسان کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی میں سب سے بھلائی اور حسن سلوک کا معاملہ کرے اور نیکی کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دے۔

احسان کی قسمیں:۔ بنیادی طور پر احسان کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ عبادات میں احسان 2۔ بندوں کے ساتھ احسان

1۔ عبادات میں احسان: عبادات میں احسان یہ ہے کہ آدمی انتہائی اخلاص اور دل جمعی کے ساتھ اس طرح عبادت گویا اپنی زندگی کی آخری عبادت کر رہا ہے۔ احسان کے مفہوم کی توضیح کرتے ہوئے نبی اکرمؐ نے فرمایا:۔ ''اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اس اگر ایسا ممکن نہیں تو یہ یقین رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

حدیث جبریل: یوں تو جو عبادت خشوع وخضوع سے کی جائے احسان کے درجے تک پہنچ سکتی ہے لیکن خصوصیت کے راست رات کی عبادت کو احسان شمار کیا گیا ہے۔

بندوں کے ساتھ احسان:

بندوں کے ساتھ احسان کا مطلب ہے کہ ہر شخص کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا اور نیکی کا بدلہ اس سے بڑھ کر دینا۔ احسان کی منزل عدل کے بعد آتی ہے۔ جو عادل نہیں وہ محسن نہیں ہوسکتا۔ احسان کی اس ستم میں بہت سی صورتیں داخل ہیں جن میں سے چند اہم درج ذیل ہیں۔

☆ کسی مصیبت زدہ کو مصیبت سے نجات دلانا

www.aiouinfo.com

☆قصوروار کو معاف کر دینا

☆کسی کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھانا بلکہ اس کی بقدر استطاعت مدد کرنا

☆تنگ دست مقروض کو مہلت دینا ☆دوسرے کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دینا۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ: ''جب تم کسی کا (جہاد میں) قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو۔ اور تم میں سے کوئی آدمی جانور ذبح کرے تو پہلے اپنی چھری تیز کرے اور ذبیحے کو راحت دے۔'' (مسلم)

فضائلِ احسان: قرآن وحدیث میں احسان کے فضائل بہت کثرت سے وارد ہوئے ہیں۔ نبی اکرمؐ کا اسوہ حسنہ اور صحابہ کرامؓ کی زندگیاں احسان کی مثالوں سے بھری پڑی ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے درجات بلند سے بلند کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے

وسنزید المحسنین ۝ ترجمہ: ''اور ہم احسان کرنے والوں کو جلد مزید دیں گے۔''

2۔ محسنین کو سب سے بڑی نعمت یعنی اللہ کی رضا اور محبت حاصل ہوگی۔ ارشاد فرمایا۔

إن الله يحب المحسنين ۝. ترجمہ یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

3۔ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو اپنے قرض دار کو مہلت دے گا، اس کا قرض معاف کر کے اس پر احسان کرے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں ہوگا۔''

سوال نمبر 4- حج ارکانِ اسلام کا کون سا رکن ہے؟ مناسک حج تفصیل سے تحریر کریں۔

حج:

حج اسلام کا چوتھا رکن ہے اس کے لفظی معنی قصد اور ارادے کے ہیں اور اس سے مقصود خاص مذہبی صدور ارادہ سے کسی مقدس مقام کا سفر ہے لیکن اسلام میں یہ ملک عرب کے شہر مکہ مین جا کر وہاں حضرت ابراہیمؑ کی بنائی ہوئی مسجد خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور مکہ کے دوسرے مقدس مقامات کی زیارت اور وہاں حاضر ہو کر کچھ مخصوص اعمال ع افعال بجالانے کا نام ہے۔

حج کے اصطلاحی معنی۔

حج کے اصطلاحی معنی ایام حج میں خانہ کعبہ کے طواف کو جانا ہے اور پھر مناسک حج کو باقاعدگی سے ادا کرنا ہے اور اس کے تمام واجبات پوری طرح سے ادا کرنے کے ہیں۔ اسلامی بنیادی عبادات کی طرح حج کو لازم نہیں قرار دیا گیا یہ ہر مسلمان پر صرف اسی صورت میں فرض کیا گیا ہے جب وہ اس کے ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ لہذٰ ہر مسلمان پر اس کی استطاعت رکھنے کی صورت میں فرض ہے کہ وہ زندگی میں کم از کم ایک بار اللہ کے گھر کی زیارت کرے اور حج کی سعادت حاصل کرے۔

حج کی ضرورت۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد بار اللہ کے گھر کی زیارت کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ

(یقیناً مسجدیں اللہ کی عبادت کے لئے ہیں۔ پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو)

حج میں سب سے بنیادی عنصر مناسک حج کی ادائیگی ہے مناسک حج سے مراد حج کے دوران وہ تمام شرعی احکامات ہیں جس کو پورا کرنے کی صورت میں حج کی فرضیت اور ادائیگی اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ مناسک حج سے مراد وہ رسوم وقواعد وضوابط ہیں جس سے مسلمان مکمل کرے تبھی جا کر وہ حاجی کہلا سکتا ہے مناسک حج میں میقات، احرام، طواف، سعی، عرفہ، رمی اور قربانی وغیرہ شامل ہیں۔ دوسری عبادات کی طرح اس کی غرض غایت بھی اللہ کی رضا اور خوشنودی ہی ہے۔ اللہ کے کلیل حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ حضورﷺ کو اور آپﷺ کی وساطت سے اس کی امت کو ایک خاص تعلق ہے۔ حج دراصل اللہ تعالیٰ کے ساتھ انہی کی عبدیت اور فدائیت کی نسبت کا ایک ظاہری اور باطنی خاکہ ہے اور حج کے حکم کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کا جو بندہ وہاں پہنچے وہ عمر مین ایک دفعہ اللہ کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دینے والے اس

www.aiouinfo.com

کے کلیل کی ہیت بنا کر پہنچے اور ان کے حامل عبدیت اور کامل محبت وال مسلک سے اپنی وابستگی کا ثبوت دے۔ اور اپنے ظاہر و باطن کو ابراہیمی رنگ میں رنگنے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں

حج فرض ہونے کی چند شرائط:

حج فرض ہوئی کی چند شرائط حسب ذیل ہیں۔

۱ مسلمان ہونا:

غیر مسلم پر حج فرض نہیں۔

۲ بالغ ہونا:

بالغ ہونے سے پہلے حج فرض نہیں ہوتا، اگر کسی نے بالغ ہونے سے پہلے حج ادا کر لیا تو بالغ ہونے کے بعد اگر اس پر حج فرض ہوا تو اسے دوبارہ ادا کرنا پڑے گا۔

۳ عاقل ہونا؛

اگر کوئی مجنون اور دیوانہ ہے تو اس پر حج فرض نہیں ہے۔

۴ آزاد ہونا:

غلام اور کنیز پر حج فرض نہیں اگر وہ کسے کے میں رہتے ہوں تب ان پر حج فرض نہیں۔

۵ وقت کا ہونا:

وقت سے مراد حج کے مہینے ہیں ایک شخص میں باقی تمام شرائط پوری ہوگئی مگر جب حج کا وقت شروع ہوا تو وہ فوت ہو گیا اور اس پو حج فرج نہ ہوگا۔

۶ صحت مند ہونا: صحت مند ہونا ضروری ہے اگر کوئی شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے وہ خود اسے اور دوسروں کو تکلیف ہوگی تو حج فرض نہ ہوگا۔

۷ استطاعت: اس سے مراد یہ ہے کہ کسی کام کو کرنے کے لیے وہ تمام صلاحیتیں موجود ہوں جو اس کام کو انجام دینے کیلئے ضروری ہے۔

مناسک حج

حج کے بہت سے مناسک حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعض اعمال کا اعادہ (دہرانا) ہے۔ مثلاً طواف، سعی، رمی، قربانی وغیرہ۔ قرآن وسنت میں یہ بات واضح طور پر بیان ہوئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دین اسلام کو اپنے عظیم جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قائم کردہ سنت کی بنیادوں پر دوبارہ زندہ کیا ہے۔ اور یہی ارکان اسلام میں حج کے مناسک ہیں جن میں احرام باندھنا، رمی، سعی، قربانی اور طواف وغیرہ ہیں جن کا پورا کرنا ہر مسلمان کا جو حج کرنے کی غرض سے اس پاک سرزمین پر جاتا ہے فرض بنتا ہے کہ وہ انہیں پورا کرے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے حج کی سعادت حاصل کرنے پر شکر ادا کرے۔

سوال نمبر 5- اسلامی معاشرے کی بنیادی خصوصیات اور اخلاقی اقدار کی جامع تحریر کریں۔

جواب۔ اسلامی معاشرے کی بنیادی خصوصیات۔

اسلامی نظم ونسق اور نگرانی کا عمومی فلسفہ صداقت، تقویٰ انصاف برابری اور انصاف کے گرد گھومتا ہے۔ اسلام میں نہ صرف حکومت بلکہ نظم ونسق کو بھی مذہب، اقدار اور اخلاقیات سے منسلک ہونا چاہئے یہی وجہ ہے کہ سیاست سے دین کی علیحدگی، لامذہبی ڈپلومیسی اور غیر منصفانہ نظم ونسق کے لئے اسلام میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے نظم ونسق اور نگرانی سربراہ کے لئے انتہائی ذمہ داری کے کام ہیں۔

اسلام کا جامع تصور بلحاظ معاشرہ: ہر مذہب زندگی کا نقطہ نظر پیش کرتا ہے لیکن اسلام اس زندگی اور آخروی زندگی کے لئے ایک جامع تصور پیش کرتا ہے ایک اسلامی معاشرے میں روحانی، سیاسی، ثقافتی اور سماجی پہلوؤں میں ربط ہے اور باہم ملے ہوئے ہیں ایک کو دوسرے سے علیحدہ کرنا بہت مشکل ہے۔ حضور اکرم صلی

www.aiouinfo.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مسلمانوں کے لئے ایک کامل زندگی کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوج کے سپہ سالار تھے اور استاد بھی تھے اور مومنین کے لئے ہر معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت روشنی کا مینارہ تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی وضاحت فرمائی کہ:

''اللہ کے سامنے سرنگوں ہونے کا مطلب ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں خدائی احکامات کو محسوس کیا جائے۔ زندگی کے ہر معاملے میں خواہ وہ مادی ہو یا روحانی وحی سے مدد لی جائے۔''

قرآن مجید کی تعلیمات۔ قرآن نے واضح طور پر اس پر زور دیا کہ معاشرے کی بھلائی کے لئے حکومت کا قائم ہونا ضروری ہے نظم ونسق کا موثر ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کی ذمہ داریاں محض نظم وضبط قائم کرنا نہیں ہے قرآن کا نصب العین ایک فلاحی ریاست کا قیام ہے جس میں اہل کاروں سے یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ عمومی بھلائی کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیں مزید یہ کہ انہیں ایک اخلاقی اور مذہبی ماحول فراہم کرنا ہے جس میں لوگ بغیر کسی رکاوٹ کے نیکی کے کام کرسکیں۔

فرائض اور سینکڑوں طرح کے معاملات مثلاً وراثت دولت کی تقسیم، زکوۃ کا نظام بیت المال کا انتظام وغیرہ سے بغیر کسی انتظامی مشینری کے نہیں نبٹا جا سکتا اسلامی شریعت امت کے لئے ایک ہمہ گیر ضابطہ ہے جسے بغیر انتظام اور نظم ونسق کے لوگوں کی روزمرہ زندگی میں نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ اسلامی ریاست میں نظم ونسق کی بنیاد اخلاقیات اور روحانیت پر ہے مزید رہنمائی کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی شہری ریاست کو منظم کیا جس میں مسلمان حکمرانوں کی رہنمائی کے لئے بنیادی سیاسی اصولوں کی داغ بیل ڈالی۔ ہٹی (Hitti) حضور اکرم ﷺ کے سیاسی کردار پر بات کرتے ہوئے کہتا ہے۔

''انہوں حضور اکرم ﷺ نے پیغمبر، قانون دان، چیف جسٹس، فوج کا سربراہ اور شہری ریاست کے سربراہ کی حیثیتوں سے اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔''

اسلامی سیاست کی ایک اور بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حقیقی اقتدار اعلیٰ اللہ کے پاس ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

ترجمہ: ''مشرق ومغرب کا مالک اللہ ہی ہے۔ تم جہاں بھی جاؤ اللہ ہی کا چہرہ پاؤ گے۔ (2:115)

اللہ تعالیٰ کی سربلندی۔ کائنات کو کنٹرول کرنے کے لئے اللہ اپنے لئے جو القابات استعمال کرتا ہے اس سے اللہ کے قادر مطلق ہونے پر کوئی شک نہیں رہتا۔

ترجمہ: ''دنیاؤں کا آقا۔'' (1:1)

ترجمہ: ''بنی نوع انسان کا بادشاہ۔'' (119:26)

اسلامی نظریے کی بنیاد اللہ کا حقیقی اقتدار اعلیٰ کا مالک ہونا ہے یہ محض ایک روحانی تصور نہیں ہے جس کا مقصد انسان کی روح کو سکون بخشنا ہے بلکہ یہ ایک اصول ہے جو ہر مسلمان کی عملی زندگی میں رہنمائی کرتا ہے اللہ کا خوف ایک اخلاقی ہتھیار ہے جو انسان کو راست بازی کے راستے پر رکھتا ہے حکمران اور رعایا دونوں ہی اللہ کے سامنے جواب دہ ہیں تمام قانون دان اور سیاست دان اس بات پر متفق ہیں کہ اسلامی ریاستی پالیسی کی بنیاد اس اقرار پر ہے کہ اقتدار اعلیٰ اللہ کے پاس ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: ''بلاشبہ جو کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر ڈٹے رہتے ہیں تو ان پر کوئی خوف نہ ہوگا۔'' (SXLVI:13)

اخلاقی اقدار اور اسلامی معاشرہ۔ اسلامی تاریخ میں ایک دور ایسا آیا جب تصور کے مسلک ظاہر ہونا شروع ہوئے جو دنیا سے بیگانگی اور دوری کا درس دیتے تھے ان کا مقصد یقیناً یہ نہیں تھا کہ معاشرے میں جمود لایا جائے اور دنیاوی معاملات کے حل کے لئے انسان عقل ودانش کا دامن چھوڑ دیں ان کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ انسان کو دنیاوی خواہشات کے جال میں پھنسنے سے بچایا جائے جس کا انسان آسانی سے شکار ہو جاتے ہیں قرآن مجید نے انسان کی حدود مقرر کی ہیں جنہیں ''حدود اللہ'' کہتے ہیں اس دائرے میں رہتے ہوئے انسان آزادی سے اپنے نصب العین کے مطابق زندگی گزار سکتا ہے مورخوں نے حضور اکرم ﷺ کی زندگی سے ایک باصفی واقعہ محفوظ کیا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ خدائی احکامات ہونے کے باوجود بھی انسانی فیصلوں کی بہت اہمیت ہے۔

آپ ﷺ کی اطاعت اور نظام معاشرت۔ اگرچہ آپ ﷺ اس مسلمان معاشرے کے سربراہ تھے اور آپ ﷺ کے پیروکار ہمیشہ آپ ﷺ کے تابعدار تھے پھر بھی آپ ﷺ ان سے رائے طلب فرمایا کرتے تھے مذہبی، سیاسی اور انتظامی معاملات میں آپ ﷺ کی مدد کے لئے آپ ﷺ کے پاس وزراء اور سیکرٹری موجود تھے مدینہ میں نظامی معاملات کے لئے تین طرح کے حکومتی ملازم تھے۔

1- الولی (گورنر)

www.aiouinfo.com

2- ال عامل (ٹیکس جمع کرنے والے)

3- القاضی (جج)

اس وقت عرب مدینہ، تیمہ، البحناد، مکہ، نجران، یمن، حضرموت، عمان اور بحرین کے صوبوں میں تقسیم تھا ان صوبوں میں سے ہر ایک میں آپ ﷺ نے ایک ولی (گورنر) مقرر کیا جن کا کام لوگوں کو تعلیم دینا، انہیں نئے عقیدہ (اسلام) سے روشناس کروانا، نظم وضبط قائم کرنا، انصاف کے نظام کو یقینی بنانا اور حکومت کا انچارج ہونا وغیرہ ہوتا تھا ولی کے ضروری تھا کہ وہ متقی ہو منصب ہو اور ایمان دار ہو۔ گورنر کے ساتھ ایک محصول دار بھی مقرر ہوتا تھا اس سے پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ کام کی تقسیم کار سے واقف تھے عامل یا محصول دار کا کام تھا کہ وہ زکوۃ اور جزیہ اور صدقات اکٹھا کرے۔

معاشرتی حاکمیت اور نظام۔ آنحضرت ﷺ کے دور نظم ونسق میں تیسرا ملازم طبقہ ججوں پر مشتمل تھا ہر صوبے میں ایک قاضی بھی مقرر کیا جاتا تھا۔ ولی، عامل اور قاضی براہ راست آپ ﷺ کو جواب دہ تھے صوبوں کے مالیات چیک کرنے اور ان کی نگرانی کے لئے آپ ﷺ توازن وتدارک اور احتساب سے کام لیتے تھے۔ آمدن، خرچ حساب کیلئے کوئی باضابطہ خزانے کا شعبہ نہیں تھا زکوۃ صدقات اور ٹیکس کے علاوہ خراج کی رقم بھی آتی تھی اس کے علاوہ مال غنیمت بھی آمدنی کا ایک ذریعہ تھا اخراجات بھی کئی اقسام کے ہوتے تھے مثلاً ڈیموں کی تعمیر، زمین کو بہتر بنانا، فنڈ کو تمام لوگوں میں تقسیم کرنا غرباء کے لئے خاص الاونس وغیرہ یہ تمام سرگرمیاں آپ ﷺ صحابہؓ کی مدد سے کیا کرتے تھے۔ اگر آپؐ کی قائدانہ صلاحیتوں کا تجزیہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ آپؐ روائتی حکمران نہیں تھے آپ ﷺ حکمرانی کا حق نہیں جتاتے تھے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ نے پوری بنی نوع انسان کے لئے پیغمبر پیدا فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے زندگی کے ہر معاملے میں خواہ وہ مذہبی ہو سیاسی ہو یا معاشرتی نظم ونسق کی بہترین مثال قائم کی۔

سچ سے محبت اور راست بازی ہر اخلاقی نظام کا بنیادی حصہ رہے ہیں اس اصول کی سب سے زیادہ ضرورت نظم ونسق کے ادارے میں ہے کیونکہ اس میں فیصلوں کے اثرات بہت دوررس ہوتے ہیں حقائق کو غلط انداز سے پیش کرنے اور غلط بیانی سے بہت بھیانک نتائج نکل سکتے ہیں اگر صداقت کو نظم ونسق کا ضروری حصہ بنالیا جائے اور فیصلہ کرنے والے حضرات ہر صورت حال کا سچائی سے جائزہ لیں تو ہر ادارے کی داخلی اور خارجی فضاء میں امن وسکون ہوگا۔

www.aiouinfo.com